اسی طرح آپ مشاہدہ کریں گے کہ سعودیہ سے چھپنے والے مصحف میں سکون کی علامت یہ ہے: (ۡ) جبکہ پاکستان میں چھپنے والے مصحف میں سکون کی علامت یہ ہے: (ۢ)۔

اسی طرح حروف کے نقطوں کی تبدیلی بھی جائز ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں قاف (ق) کے لیے دو نقطے اوپر لگائے جاتے ہیں جبکہ فاء (ف) کے لیے ایک نقطہ اوپر لگایا جاتا ہے' جبکہ بعض ممالک مثلاً مراکش وغیرہ سے چھپنے والے مصحف میں قاف کے لیے (ڧ) یعنی ایک نکتہ اوپر لگایا جاتا ہے اور فاء کے لیے (ڢ) یعنی ایک نقطہ نیچے لگایا جاتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اعراب کی علامات ہوں یا نقطوں کی تعداد اور ان کی جگہ' یہ سب تدبیری امور سے متعلق ہیں۔ کسی بھی ریاست کے علماء اعراب اور نقطوں کے لیے کچھ بھی علامات مقرر کر سکتے ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ یہ حق ریاست کو حاصل ہے نہ کہ کسی فرد کو' ورنہ ہر شخص اپنی مرضی کی علامات بنا لے گا اور قرآن کے پڑھنے پڑھانے میں عوام الناس کو اور زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قرآن کے اجزاء

مصاحف عثمانیہ میں صرف سورتوں کی تقسیم موجود تھی' جو کہ توقیفی ہے' لیکن مصاحف میں قرآن کو مروّجہ تیس (۳۰) پاروں میں تقسیم نہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہ مصاحف اعراب اور نقطوں سے بھی خالی تھے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں نے تلاوت میں سہولت و آسانی پیدا کرنے کے لیے قرآن کے مختلف اعتبارات سے حصے کیے۔ بعض نے قرآن کو تیس حصوں میں تقسیم کیا۔ ان میں سے ہر ایک جزو کو آگے مزید چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ بعض افراد نے مضامین قرآنی کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز میں قرآن کو سہولت و آسانی سے پڑھنے کے لیے قرآن کو ۵۴۵ رکوعات میں تقسیم کیا۔ بعض لوگوں نے قرآن کو احزاب میں تقسیم کیا' یعنی ہر پارہ تقریباً ۸ احزاب پر مشتمل ہے۔ بعض نے ہر پانچ آیات کے بعد ''خمس'' کا نشان متعارف کروایا اور بعض نے ہر دس آیات کے لیے ''عشر'' کی علامت وضع کی۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام علماء و مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پارے' رکوعات' اعراب و حرکات' نقاط اور رموزِ اوقاف وغیرہ مصاحف عثمانیہ کے خواص میں سے نہ تھے' بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ علماء نے عوام الناس کی سہولت و آسانی کے پیش نظر ان تقسیمات کو متعارف کروایا۔ ان تقسیمات کے جائز و ناجائز ہونے میں علماء نے بہت تفصیل سے بحثیں کی ہیں جس کا نچوڑ یہی ہے کہ جب تک قرآن میں کسی قسم کے اختلاط' اضافے یا ادخال کا شبہ نہ ہو مصلحت عامہ کے اصول کے تحت ایسے اقدامات کرنا جائز' بلکہ مستحسن ہے۔ ○○